محمد طفیل ہاشمی

# کتاب "الفہرست" للندیم کے تنقیدی مطالعہ کی ضرورت

غارحرا سے "اقرأ" کے آفتابِ علم نے طلوع ہو کر جس عظیم الشان عہد کا آغاز کیا اس کے علمی اثرات پوری دُنیا میں اتنی تیزی سے پھیلے کہ تاریخ میں انسانی تہذیب کو ایک نیا آسمانی سانچا مل گیا۔ مسلمانوں میں علمی و فکری تحریک نے جنم لیا اور اُنھوں نے اپنی علمی سرگرمیوں کا دائرہ اپنے عہد کے تمام متداول علوم تک پھیلا دیا اور دُنیا بھر کے معروف کتب خانوں سے تالیفات کے ذخیرے حاصل کر کے نہ صرف ان کے تراجم کیے گئے بلکہ ان علوم پر اضافے بھی کیے گئے۔ علمی تحریک، تالیفات کی کثرت، نجی اور پبلک کتب خانوں کے ذخائر کی تعداد یہاں تک پہنچ گئی کہ ایسی تالیفات کی ضرورت محسوس ہونے لگی جو تالیفات اور مؤلفین کی فہرست پر مشتمل ہوں۔ اس سلسلے کی پہلی کتاب جو ہم تک پہنچی ابو الفرج محمد بن ابی یعقوب اسحٰق الندیم کی کتاب الفہرست ہے۔ یہ کتاب بے شبہ اسلام کی پہلی چار صدیوں میں علوم و ثقافت کی ترقی کا جائزہ لینے کے لیے اولین اور مستند ترین ماخذ ہے۔

الفہرست کا مؤلف محمد بن اسحٰق الندیم (م ۳۸۰ھ/۹۹۰ء) وراق تھا، اس لیے اسے نجی اور پبلک کتب خانوں تک رسائی کے مواقع بآسانی ملتے تھے۔ بغداد ایسے علمی مرکز کے دانشوروں اور اہلِ علم طبقے سے اس کے روابط و تعلقات نے اس کے لیے کثرتِ معلومات کے دروازے کھول دیے تھے۔ اس دور کے وراقین وسعتِ نظر اور کثرتِ معلومات

میں نمایاں مقام رکھتے تھے اور کئی ایک نے اسلامی کتب خانوں میں لازوال تصانیف کا اضافہ کیا[۲]۔

حیرت کی بات یہ ہے الندیم جو کہ چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں بغداد ایسے علمی شہر میں رہا اور اس نے ابوالفرج الاصبہانی (م ۳۵۶ھ/۹۶۷ء) ابوسعید السیرافی (۳۶۸ھ/۹۷۹ء) اور ابن الخمار جیسے علما کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور علوم کی فہرست پر ایک بے مثال کتاب مرتب کی۔ اس کے بعد کے قریبی عہد کے تراجم نگاروں نے اس کی شخصیت اور اس کے کام کو مناسب اہمیت نہیں دی، حتیٰ کہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء) اور اس کے بعد ابن شاکر کتبی (م ۷۶۴ھ/۱۳۶۳ء) نے اس کا ذکر تک نہیں کیا، جب کہ یاقوت الحموی (م ۶۲۶ھ/۱۲۲۹ء) نے ارشاد الاریب[۳] میں اور خلیل بن ایبک الصفدی (م ۷۶۴ھ/۱۳۶۳ء) نے الوافی بالوفیات[۴] میں اور ابن حجر احمد بن علی العسقلانی (م ۸۵۲ھ/۱۴۴۹ء) نے لسان المیزان[۵] میں صرف چند سطریں اس کے لیے وقف کی ہیں۔

الفہرست اپنے موضوع پر اصل الاصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ مناسب حجم کی اس کتاب میں عربی کی تمام اصل مؤلفات اور دیگر زبانوں سے کیے گئے تراجم کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین کے مختصر حالات اور تاریخ ولادت و وفات بھی اگر مؤلف کو معلوم ہو سکی تو دی گئی ہے۔ چوتھی صدی ہجری تک مسلمانوں کی علمی و فکری کاوشوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بالخصوص یہ کتاب عہد بنو عباس کی علمی سرگرمیوں سے بحث کرتی ہے۔

الفہرست کی اہمیت اس بات سے دوچند ہو جاتی ہے کہ اس نے جن کتابوں کے نام اور کسی قدر ان کے محتویات کی فہرست محفوظ کر دی ہے ان میں سے اکثر کتابیں ہم تک نہیں پہنچ سکیں اور اگر الندیم کی الفہرست نہ ہوتی تو ہمارے لیے ابتدائی مسلم عہد کی علمی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کرنے کے وسائل اور بھی محدود ہوتے اور ہم اس علمی فضا کا پورے طور پر تصور نہ کر سکتے جس نے پورے عالم اسلام کو علم و حکمت کا گرویدہ بنا دیا تھا۔

الفہرست کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس نے کسی ایک نوع یا فن کی کتب کے تذکرے پر اقتصار نہیں کیا بلکہ تمام متداول علوم و فنون مثلاً ادب، لغت، فقہ، حدیث، تاریخ، عقائد، مذاہب، طب، فلکیات، موسیقی، فلسفہ اور حساب وغیرہ پر لکھی گئی کتب اور ان کے مصنفین کا بالاستیعاب تعارف کرایا۔

الندیم کا اسلوبِ نگارش محققانہ ہے۔ وہ طویل تمہید، مقدمہ اور سخن آرائی سے یک قلم احتراز کرتا ہے حتیٰ کہ اس نے اپنی کتاب کا خطبہ اس عہد کے عام انداز سے ہٹ کر صرف چند سطور میں لکھا اور اس میں واضح طور پر طویل تمہید اور عبارت آرائی کے اسلوب کو مسترد کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"النفوس - اطال الله بقاءك - تشرئب الى النتائج دون المقدمات، وترتاح الى الغرض المقصود دون التطويل في العبادات"[۶]

اور اس کے بعد براہِ راست موضوع پر گفتگو شروع کر دیتا ہے۔

اگرچہ الندیم کا مقصدِ تالیف مؤلفات عربیہ کا حصر و احاطہ ہے تاہم کہیں کہیں وہ اپنی رائے بھی بیان کر دیتا ہے مثلاً جابر بن حیان (م ۲۰۲ھ/ ۸۱۷ء) کے ترجمے میں وہ اس رائے کو قبول نہیں کرتا کہ کچھ لوگوں نے کتابیں لکھ کر اس کی طرف منسوب کر دی تھیں۔ وہ لکھتا ہے:

> "میں کہتا ہوں کہ ایک فاضل شخص بیٹھتا ہے، مشقت اٹھاتا ہے اور دو ہزار اوراق پر مشتمل ایک کتاب لکھ دیتا ہے جس کی تدوین و تخریج میں اپنی فکر کو مشغول رکھتا ہے اور کتابت سے اپنا ہاتھ اور جسم تھکا دیتا ہے اور جب کتاب تیار ہو جاتی ہے تو اُسے کسی معلوم یا معدوم شخصیت کے نام موسوم کر دیتا ہے۔ یہ رائے سراسر جہالت پر مبنی ہے اور اسے وہی شخص قبول کرنے کو تیار ہو گا جسے علم سے ذرا سا بھی تعلق نہ ہو۔"[۷]

صحت تعین سے معلوم نہیں ہوا کہ الندیم نے اپنی اس تالیف کا آغاز کب کیا، البتہ کتاب کی داخلی شہادت سے معلوم ہوتا ہے کہ ۳۴۰ھ/ ۹۵۱ء میں وہ اپنی اس تالیف کے

لیے مواد جمع کر رہا تھا[۸] اور کتاب کے مختصر مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ الفہرست کی تکمیل ۳۷۷ھ/ ۹۸۷ء میں ہوئی[۹] اور مؤلف اس کے بعد صرف تین سال زندہ رہا البتہ الفہرست میں مذکورہ تاریخ کے بعد کے کچھ واقعات بھی شامل ہیں مثلاً:

ابن جنی ابوالفتح کے ترجمے میں ہے:

وتوفی یوم الجمعة من صفر سنة اثنتین وتسعین وثلثمائة[۱۰]

۳۹۲ھ میں صفر کے مہینے میں جمعہ کے روز وفات پائی۔

اور المرزبانی ابوعبید اللہ محمد بن عمران کے حالات میں ہے:

ویحیا الی وقتنا ھذا وھو سنة سبع وسبعین وثلثمائة۔

اور اب تک جب کہ سن ۳۷۷ ہے وہ بقید حیات ہے۔

اور اس کے فوراً بعد یہ عبارت ہے:

وتوفی رحمه الله فی سنة اربع وثمانین وثلثمائة[۱۱]

مرحوم کا انتقال ۳۸۴ میں ہوا۔

نیز ابونصر بن نباتة التیمی کے بارے میں ہے:

من شعراء سیف الدولة وتوفی بعد الاربعمائة[۱۲]

سیف الدولہ کے شعرا میں سے تھا۔ ۴۰۰ھ کے بعد فوت ہوا۔

چونکہ الندیم کی وفات ۳۸۰ھ میں ہوگئی تھی اس لیے ان تمام اندراجات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اصل کتاب ۳۷۷ھ/ ۹۸۷ء میں مکمل کر لی تھی، البتہ بعض ہم عصر اہل علم کی تاریخ ہائے وفات کے اندراج کے لیے بیاض چھوڑ دیے تھے جو بعد میں اس کے تلامذہ یا نساخین نے پُر کر دیے۔

الندیم نے الفہرست کو دس بڑے ابواب میں تقسیم کیا ہے جن کا نام اس نے مقالات رکھا ہے۔ ہر مقالہ متعدد فصول یا فنون پر مشتمل ہے اور فنون کی کل تعداد بتیس ہے۔ مقالات کی فہرست درج ذیل ہے:

پہلا مقالہ: عرب و عجم کی لغات کا تعارف، ان کے اقلام، رسم الخط، کتب شرائع

کے نام اور ان کے مذاہب، قرآنِ حکیم اور علومِ قرآن سے متعلق کتب کے نام، قراء کے حالات، ان کے راویوں کے نام اور شاذ قراءتوں کا بیان ۔

دوسرا مقالہ : علمائے نحو و لغت ۔

تیسرا مقالہ : اخبار، آداب، سیر اور انساب ۔

چوتھا مقالہ : شعر اور شعرا ۔

پانچواں مقالہ : کلام اور متکلمین ۔

چھٹا مقالہ : فقہ، فقہا اور محدثین ۔

ساتواں مقالہ : فلسفہ اور علوم قدیمہ ۔

آٹھواں مقالہ : اسما، خرافات، تعویذ گنڈے اور شعبدہ بازی ۔

نواں مقالہ : مذاہب اور اعتقادات ۔

دسواں مقالہ : کیمیادان، صنعت گر، قدیم و جدید فلاسفہ اور ان کی تالیفات کے نام ۔

ہم نے اس کتاب کے ساتویں مقالے کا جو فلسفہ اور علومِ قدیمہ سے متعلق ہے، بالاستیعاب مطالعہ کیا ۔ یہ باب تین فنوں پر مشتمل ہے جو یہ ہیں :

فنِ اوّل : علمائے طبعیات و منطق کے حالات، ان کی تالیفات، تراجم اور شروح، موجود کتابیں، وہ کتابیں جن کا صرف نام باقی ہے یا جو موجود تھیں پھر ناپید ہو گئیں ۔

فنِ دوم : اصحابِ تعلیم، علمائے ہندسہ، ریاضی، موسیقی، حساب، فلکیات اور مختلف النوع آلات بنانے والوں کے حالات ۔

فنِ سوم : طب کا آغاز، قدیم و جدید اطبا کے احوال، ان کی کتب کے نام اور تراجم و شروح کا تذکرہ ۔

اس باب کے مطالعے کے دوران الندیم کے کچھ ایسے بیانات سامنے آئے جو محلِ نظر ہیں یا بداہتہً غلط ہیں ۔ ایسے بیانات کی تفصیل درج ذیل ہے :

۱ ۔ عہدِ بنو عباس میں بختیشوع [۱۳] نام کے دو طبیب ہو گزرے ہیں ۔

۱۔ بختیشوع بن جورجیس ۔
۲۔ بختیشوع بن جبرئیل بن بختیشوع، اوّل الذکر کا پوتا ۔

بختیشوع بن جورجیس نے اپنے والد سے طب کی تعلیم حاصل کی اور اس کی غیر حاضری میں جب وہ المنصور کے علاج کے لیے بغداد آیا تھا، ۱۴۸ – ۱۵۲ھ تک شفاخانہ جندی شاپور کا انتظام چلاتا رہا ۔ ۱۷۱ھ / ۷۸۷ء میں ہارون الرشید کو سر درد کی شکایت ہوئی تو درباری طبیبوں سے مایوس ہو کر یحییٰ بن خالد برمکی (م ۱۹۰ھ / ۸۰۶ء) کو جندی شاپور سے بختیشوع کو بلانے کا حکم دیا جس کے علاج سے ہارون صحت یاب ہو گیا ۔ چنانچہ اس نے بختیشوع کو انعام و اکرام سے نواز کر رئیس الاطبا مقرر کر دیا [۱۴] اس نے اپنے بیٹے جبرئیل کے لیے کتاب التذکرہ تالیف کی [۱۵]

بختیشوع بن جبرئیل بن بختیشوع عباسی خلیفہ الواثق (۲۲۷ - ۲۳۲ھ / ۸۴۲ – ۸۴۷ء) کا درباری طبیب تھا ۔ الواثق اور المتوکل کے دور میں اس پر اقبال و ادبار کے کئی دور آئے ۔ اس نے اپنے پیچھے ایک لڑکا عبید اللہ اور تین لڑکیاں چھوڑیں ۔ اس نے کتاب فی الحجامتہ کے نام سے سوال و جواب کے اسلوب پر ایک کتاب لکھی [۱۶]

الندیم لکھتا ہے :

"بختیشوع کی کنیت ابوجبرئیل تھی اور وہ جبرئیل کا بیٹا تھا ۔ بادشاہوں کے درباروں میں قابلِ احترام ، اس نے ہارون ، امین ، مامون ، معتصم ، واثق اور متوکل کی خدمت کی ۔ ۔ ۔ ۔ اس کی مشہور کتاب التذکرہ ہے جو اس نے اپنے بیٹے جبرئیل کے لیے لکھی تھی" [۱۷]

بظاہر یہ اندراج درست معلوم نہیں ہوتا ، کیونکہ اگر اس سے بختیشوع بن جورجیس مراد ہے تو الندیم کا یہ بیان درست ہے کہ اس کی کنیت ابوجبرئیل تھی ، وہ ہارون الرشید کا طبیب تھا اور اس نے اپنے بیٹے جبرئیل کے لیے کتاب التذکرہ تالیف کی ، لیکن یہ بات غلط ہے کہ وہ جبرئیل کا بیٹا تھا اور واثق و متوکل کا طبیب تھا ۔ اور اگر اس سے بختیشوع بن جبرئیل مُراد ہے تو یہ بات درست ہے کہ وہ جبرئیل کا بیٹا تھا اور اس نے واثق و متوکل

کی خدمت کی لیکن یہ بات درست نہیں کہ اس کی کنیت ابوجبریٔیل تھی، وہ ہارون الرشید کا طبیب تھا اور اس نے اپنے بیٹے جبریٔیل کے لیے کتاب التذکرہ لکھی۔

غالباً الندیم کو ان دونوں اطبا کے جو باہم دادا پوتا تھے، اسمی اشتراک کی وجہ سے التباس ہوگیا اور اس نے تاریخی تسلسل برقرار رکھنے کے لیے ہارون الرشید سے لے کر متوکل تک تمام خلفا کے نام گنوا دیے، حالانکہ اوّل الذکر ہارون الرشید کا[18] اور موخر الذکر الواثق اور المتوکل کا طبیب تھا۔[19] نیز الندیم کی روایت کو درست ماننے سے یہ لازم آتا ہے کہ یہ طبیب چوراسی سال سے زائد عرصے تک اوّل درجے کی طبی پریکٹس کرتا رہا ہے، کیونکہ جورجیس نے ۱۴۸ھ / ۷۶۵ء میں جب بغداد کا سفر کیا تو اس نے شفاخانہ جندی شاپور کا انتظام اپنے بیٹے بختیشوع کے سپرد کیا تھا اور المتوکل ۲۳۲ھ / ۸۴۷ء میں سریر آرائے خلافت ہوا۔ یہ کم از کم چوراسی سال کی مدّت ہے، اور اتنی طویل پریکٹس نہ صرف بعید از عقل ہے بلکہ اس کا کوئی تاریخی ثبوت بھی نہیں ملتا۔

۲۔ عہدِ بنو عباس کے نامور مترجمین میں ایک اسحاق بن حنین تھا جو اپنے باپ حنین بن اسحاق کی نگرانی میں یونانی اور سریانی سے عربی میں اور بسا اوقات یونانی سے سریانی میں ترجمہ کرتا تھا۔ اس نے زیادہ تر ریاضی اور فلسفے کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔

الفہرست میں اسحاق بن حنین کا ترجمہ دو مقامات پر دیا گیا ہے[20] اور دونوں مقامات کا متن تقریباً ایک جیسا ہے البتہ ایک جگہ اس کی تاریخ وفات ربیع الاوّل ۲۹۸ھ لکھی گئی ہے اور دوسری جگہ ربیع الآخر ۲۹۸ھ ہے۔ ابن القفطی اور بروکلمن نے اوّل الذکر[21] اور ابن ابی اصیبعہ اور سوتر نے ثانی الذکر تاریخ پر اعتماد کیا ہے[22] اگرچہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ ان میں سے کون سی تاریخ صحیح ہے تاہم اس سے الفہرست کے ایک داخلی تضاد کی نشان دہی ہوتی ہے۔

۳۔ ثابت بن قرہ الحرانی عباسی عہد کا ایک نامور ریاضی دان تھا۔ الندیم، ابن القفطی اور ابن خلکان نے اس کا سن ولادت ۲۲۱ھ (۸۳۶ھ) لکھا ہے[23] جب کہ ابن ابی اصیبعہ نے اس کی تاریخ ولادت ۲۱ صفر ۲۱۱ھ / ۲ جون ۸۲۶ء بروز جمعرات بتائی ہے[24] بروکلمن

نے لکھا ہے کہ وہ ۲۱۹ھ/ ۸۳۴ء کے آس پاس پیدا ہوا[۲۵] جب کہ الدومیلی نے ابن ابی اصیبعہ کی تاریخ کے مطابق شمسی سن ۸۲۷ء لکھا ہے[۲۶] لیکن ہٹی نے ۸۳۶ء کو ترجیح دی ہے[۲۷]

ثابت بن قرہ کی وفات کے بارے میں تمام ماخذ متفق ہیں کہ وہ ۲۶ صفر ۲۸۸ھ/ ۱۸ فروری ۹۰۱ء کو فوت ہوا[۲۸] الندیم نے لکھا ہے کہ اس وقت اس کی عمر ستتر شمسی سال تھی[۲۹] اس حساب سے الندیم کا اپنا بیان کردہ سن ولادت غلط ہو جاتا ہے کیوں کہ اس کے حساب سے سڑسٹھ قمری سال عمر بنتی ہے نہ کہ ستتر شمسی سال، جب کہ ابن ابی اصیبعہ کے بتائے ہوئے سن ولادت کے مطابق ستتر قمری سال اور پانچ دن بنتے ہیں نہ کہ شمسی سال۔ غالباً اسی حساب کے پیش نظر ابن ابی اصیبعہ نے اس کی عمر ستتر سال بتائی ہے[۳۰] اور الندیم کی اس تصریح کی پروا نہیں کی کہ ستتر شمسی سال ہیں۔ تعجب ہے کہ بروکلمن نے بھی اس کی عمر ستتر شمسی سال اور تاریخ وفات ۲۶ صفر ۲۸۸ھ/ ۱۸ فروری ۹۰۱ء لکھی ہے جب کہ سن ولادت ۲۱۹ھ/ ۸۳۴ء (تقریباً) بتایا ہے۔ اس حساب سے اس کی عمر چھیاسٹھ شمسی سال بنتی ہے نہ کہ ستتر شمسی سال[۳۱] بہرحال الندیم کا بیان کردہ حساب کسی طور درست نہیں ہے۔

۴ - شہدی الکرخی، کرخ کا رہنے والا معمولی درجے کا مترجم تھا جس نے بقراط کی کچھ کتابوں کے ترجمے کیے تھے۔ مایرہوف لکھتا ہے کہ الندیم نے شملی نام کے ایک مترجم کا متعدد جگہ ذکر کیا ہے[۳۲] ابن ابی اصیبعہ نے یہ نام نہیں دیا۔ میرے خیال میں ممکن ہے کہ یہ نام دراصل شہدی ہو جسے ابتدائی نساخوں نے غلطی سے شملی بنا دیا[۳۳]

۵ - الفہرست نے ابوالخیر سوار بن ماما بن بہرام کی تاریخ ولادت ۳۳۱ھ/ ۹۴۲ء لکھی ہے[۳۴] لیکن البیہقی نے لکھا ہے کہ جب سلطان محمود بن سبکتگین نے خوارزم پر قبضہ کیا تو اسے اپنے ساتھ غزنہ لے گیا، اس وقت اس کی عمر سو سال سے متجاوز تھی[۳۵] محمود نے خوارزم پر ۴۰۸ھ میں قبضہ کیا تھا۔ اگر بیہقی کی روایت درست ہے تو الندیم کی بیان کردہ تاریخ غلط ہے اور اگر الندیم کا درج کردہ سنِ ولادت صحیح ہے تو بیہقی نے

اس کی عمر بیان کرنے میں مبالغے سے کام لیا ہے ۔ اس بیان میں الندیم پر اعتماد کرنا زیادہ قرینِ صحت معلوم ہوتا ہے کیوں کہ ابوالخیر الندیم کا ہم عصر تھا اور الفہرست کی تالیف کے وقت بقید حیات تھا ۔

۶ ۔ الندیم لکھتا ہے کہ طب میں سب سے پہلی کتاب بقراط نے لکھی تھی ہ[۳۶] لیکن ابن ابی اصیبعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بقراط سے صدیوں پہلے ثاسلس نام کے ایک طبیب نے اپنے طبی تجربات پر مشتمل کچھ کتابیں مدوّن کی تھیں، لیکن بعد میں انہیں جلا دیا ۔ ہ[۳۷] اگر ابن ابی اصیبعہ کا بیان درست ہے تو غالباً الندیم کی مراد یہ ہوگی کہ پہلی طبی کتاب جو زمانے کی دست بُرد سے بچ سکی بقراط کی تالیف تھی ۔

الفہرست کے ساتویں مقالے کے مطالعے کے دوران مذکورہ بالا چند توجہ طلب امور سامنے آئے، ان کی روشنی میں اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ تمام ابواب کا از سرِ نو تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کر کے اس کو توضیحی حواشی کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ اس کی افادیت میں اضافہ ہو سکے ۔

## حواشی

ہ[۱] الندیم کی تاریخ وفات اب تک مشتبہ تھی، رضا تجدد کو چیسٹر بیٹی (آئرلینڈ) لائبریری میں 'الفہرست' کے مخطوطے پر الندیم کے بارے میں یہ عبارت لکھی ہوئی ملی :۔

"توفی یوم الاربعاء لعشر بقین من شعبان سنة ثمان و ثلثمائة ببغداد" (شعبان ۳۸۰ھ کے ابھی دس دن باقی تھے کہ بدھ کے روز بغداد میں وفات پائی) ۔ رضا تجدد نے ۱۹۷۱ء میں طہران سے الفہرست کا جو نسخہ شائع کیا ہے اس کے آغاز میں مذکورہ مخطوطے کے سرورق کی تصویر شائع کی ہے جس سے اس کی تاریخ وفات متعین ہو گئی ہے ۔

۲؎ یاقوت الحموی (م ۶۲۶ھ/ ۱۲۲۹ء) نے اسی پیشے سے تعلق کی بدولت ارشاد الاریب اور معجم البلدان ایسی کتابیں تالیف کیں ۔

۳؎ ارشاد الاریب، ۱۸ : ۱۷

۴؎ الوافی بالوفیات، ۲ : ۱۹۷

۵؎ لسان المیزان، ۵ : ۷۲ - ۳

۶؎ الفہرست، ۳ — ۷؎ ایضاً، ۴۲۰ — ۸؎ ایضاً، ۲۹۵

۹؎ ایضاً، ۳ — ۱۰؎ ایضاً، ۹۵ — ۱۱؎ ایضاً، ۱۴۶

۱۲؎ ایضاً، ۱۹۵

۱۳؎ علی بن الجہم نے اُسے بُختَیشُوع پڑھا ہے ۔ الاغانی، ۹ : ۱۰۶ ؛ اس کا نسطوری الاصل نطق BOKHTISHO ہے، بروکلمن، تکملہ، ۱ : ۴۱۴ ، ابن ابی اصیبعہ نے اس کا تلفظ بُخت یَشوع بتایا ہے ۔ بُخت بمعنی عبد اور یشوع بمعنی عیسٰی ، عیون الانباء ، ۱۸۶ ؛ ابن العبری (ص ۲۲۶) کے خیال میں یہ بَخت یشوع ہے اور بخت فارسی لفظ ہے بمعنی نصیب ۔

۱۴؎ القفطی، ۱۰۰ - ۱ ؛ عیون الانباء ، ۱۸۷ ، ابن العبری، ۲۲۶ - ۷

۱۵؎ ایضاً

۱۶؎ عیون الانباء، ۲۰۱ - ۹

۱۷؎ الفہرست، ۳۵۴ - ۵

۱۸؎ عیون الانباء، ۱۸۶ — ۱۹؎ ایضاً، ۲۰۱ - ۹

۲۰؎ الفہرست، ۳۴۳، ۳۵۶

۲۱؎ القفطی، ۸۰ ؛ بروکلمن، ۱ : ۲۰۷

۲۲؎ عیون الانباء، ۲۷۵ ؛ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ۲ : ۵۶۷

۲۳؎ الفہرست، ۳۳۱ ؛ القفطی، ۱۱۵ ، وفیات الاعیان، ۱ : ۳۱۳

۲۴؎ عیون الانباء ، ۲۹۷

۲۵؎ بروکلمن، ۱ : ۲۱۷ - ۸ — ۲۶؎ العلم عند العرب، ۱۵۵

۲۷ History of the Arabs, P 314

۲۸ الفہرست، ۱۳۳۱؛ القفطی، ۱۲۲؛ عیون الابنا، ۲۹۷، العبری، ۲۶۵-۶؛ وفیات الاعیان، ۱: ۳۱۴ -

۲۹ الفہرست، ۳۳۱ ۳۰ عیون الابنا، ۲۹۷

۳۱ بروکلمن، ۱: ۲۱۷-۸

۳۲ الفہرست، ۳۰۵، ۳۱۲، ۳۴۹ ۳۳ ۸۰:۴-۲، ۱۵۱۵

۳۴ الفہرست، ۳۲۳ ۳۵ البیہقی، ۱۲

۳۶ الفہرست، ۳۴۶

۳۷ عیون الابنا، ۴۲

## المراجع والمصادر


۱ - ارشاد الاریب = الحموی، یاقوت، ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب، عیسی البابی الحلبی القاہرہ ۱۹۳۶ (۲) الاغانی: الاصفہانی، ابو الفرج علی بن الحسین، کتاب الاغانی، طبعۃ الساسی القاہرہ ۱۹۶۳ء (۳) البیہقی: ظہیر الدین علی بن زید، تتمۃ صوان الحکمۃ - طبع محمد شفیع لاہور ۱۹۳۱ء (۴) العبری، ابن العبری، غریغورس بن ہارون، تاریخ مختصر الدول، المطبعۃ الکاثولیکیہ بیروت ۱۹۵۸ء

۵ - العلم عند العرب = الدومیلی، العلم عند العرب واثرہ فی تطور العلم العالمی (عربی ترجمہ) دار القلم القاہرہ ۱۹۶۲ء (۶) - عیون الابنا = ابن ابی اصیبعہ، احمد بن القاسم، عیون الانبا فی طبقات الاطبا، دار الحیاۃ بیروت ۱۹۶۵ء

۷ - الفہرست = الندیم، محمد بن اسحاق، کتاب الفہرست، رضا تجدد طہران ۱۹۷۱ء

۸ - القفطی = ابن القفطی، علی بن یوسف، اخبار العلما باخبار الحکما، لیپزگ ۱۹۰۳ء

۹ - لسان المیزان = ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان، حیدر آباد دکن ۱۳۳۱ھ

۱۰ - الوافی بالوفیات = الصفدی، خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، دار النشر فرانز شتایر طہران ۱۹۷۲ء (۱۱) وفیات الاعیان = ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانبا ابنا الزمان، دار الثقافۃ بیروت ۱۹۷۲ء